میں بلند پایہ سہ ماہی علمی رسالہ ،، اسلامک کلچر،، (ISLAMIC CULTURE) جاری کیا جو تا حال باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ غیر اسلامی دُنیا میں اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کی تہذیب پر سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

نظام حیدر آباد دکن کی سرپرستی میں مار میڈ یوک پکتھال نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شروع کیا۔ جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو سرکار نظام کی طرف سے اُنہیں دو سال کی رخصت دی گئی کہ مصر جا کر جامعہ ازھر کے علماء سے اپنے ترجمہ کے بارے میں تبادلہ خیال کریں اور ترجمہ کو حتی الامکان بہتر بنائیں۔ تمام مراحل سے گزرنے کے بعد دسمبر ۱۹۳۰ء میں یہ ترجمہ زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔

جنوری ۱۹۳۵ء میں مار میڈ یوک پکتھال نے حیدر آباد ایجوکیشن سروس سے علیحدگی اختیار کی ۔ سرکار نظام نے تا حیات پنشن مقرر کر دی. پکتھال برصغیر سے واپس انگلستان چلے گئے تاہم ان کی خوشگوار یادیں ایک عرصے تک زندہ رہیں۔ شیخ عطا اللہ مرحوم نے لکھا ہے کہ:

،، مجھے علی گڑھ میں اُن کے چند شاگردوں سے ملاقات کا موقع میسّر آیا۔ اُن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی. لیکن ہر ایک اُن کے خلوص اور اُن کی شفقت پدرانہ کا مداح تھا(۷)،،

انگلستان میں مارمیڈ یوک پکتھال نے تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا۔ آخر وقت تک وہ اسلامی موضوعات پر لکھتے رہے اور تقریروں کے ذریعے اسلام کا پیغام پیش کرتے رہے۔ مار میڈ یوک پکتھال بھرپور زندگی گزار کر ۱۹ مئی ۱۹۳٦ء ـ ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ کو حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہوئے اور لندن میں مسلمانوں کے قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

مارمیڈ یوک پکتھال اسلامی اخلاق سے پوری طرح آراستہ تھے۔ فرائض

مذھبیہ باقاعدگی اور پابندی سے ادا کرتے تھے۔ برصغیر کے زمانۂ قیام میں نادار طلبہ کی خود مالی امداد کرتے تھے اور بے تعصّب اور بے ریا شخص تھے۔

مار میڈ یوک پکتھال کی قلمی یادگاروں میں ترجمۂ قرآن کے علاوہ دس بارہ اعلی درجے کے ناول ھیں۔ ان میں SAID THE FISH ER MAN (سعید-ماھی گیر) اُن کی پہلی تالیف ہے جو سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ۱۹۰۶ء میں اُن کا ناول THE HOUSE OF ISLAM (دار الاسلام) شائع ھوا۔ اس کے بارے میں ای.ایم.فاسٹر (E. M. FORSTER) نے لکھا ہے کہ اس میں از حد خوبصورتی" ہے اور یہ "دین کا ایک کھلا اعلان" ہے۸۔

ان کے علاوہ مار میڈ یوک پکتھال کے ناولوں میں ORIENTAL ENCOUNTER (مشرقی محاربات) اور KNIGHTS OF ARAB زیادہ مشہور ھیں۔

اسلامی موضوع پر مار میڈ یوک پکتھال کی ایک اھم تالیف THE CULTURAL SIDE OF ISLAM ہے یہ کتاب اُن خطبات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے مدراس کی مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اھتمام ۱۹۲۷ء میں دیئے تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ شیخ عطا اللہ ایم۔اے کے قلم سے شائع ھو چکا ہے۔

****

حواشی

(۱) برصغیر کے اہل علم کے انگریزی تراجم قرآن کے لئے دیکھئے

عبد الماجد دریا بادی ــ قرآن مجید کے انگریزی تراجم ــ ماہنامہ بینات (کراچی) بابت اگست ۱۹۶۳ء ـ ص ۳۱۳ محمد سالم قاسمی ــ جائزہ تراجم قرآنی ــ دیوبند ـ مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند (۱۹۶۸)ء

(۲) ترجمہ ـ دیباچہ THE MEANING OF THE GLORIOUS QURAN

(۳) مشہور مستشرق ایچ اے آر گب (H. A. R. GIBB) نے لکھا ہے کہ درحقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا جیسے کسی بلند پایہ نظم کا ترجمہ ناممکن ہوتا ہے۔ وحی کی زبان مخصوص ہوتی ہے قرآن مجید کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے سے صرف یہ ہوگا کہ عربی زبان کے تراشے ہوئے نگینوں کے گوشے واضح طور پر پیش کرنے کے بجائے مترجم کے وضع کردہ الفاظ استعمال کرے گا جو اصل الفاظ کی جامعیت کو محدود کر دیں گے۔ ایسی آیات جن میں احکام و قوانین یا عقائد کا ذکر ہے ان میں ترجمے کا یہ عیب شاید زیادہ نمایاں نہ ہو تاہم جو لطافتیں اور رنگینیاں اصل عبارت میں ہیں وہ کسی صورت میں ترجمہ میں نہیں آ سکتیں۔ مثال کے طور پر یہ سادہ سی آیت ہے

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ (۵۰: ۴۳)

انگریزی ہی نہیں دنیا کی کسی بھی زبان میں اس کا ترجمہ ناممکن ہے اس کے چھ لفظوں میں پانچ بار "ہم" کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ پانچ بار "ہم" کی ضمیر کو اس قدر مختصر عبارت میں کس زبان میں اس خوبی اور جوش و خروش سے ادا کیا جا سکتا ہے (MODERN TRENDS IN ISLAM)

(۴) ماہنامہ بینات (کراچی) ـ

(۵) قرآن سے میرا تعلق ـ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) ـ قرآن نمبر (۱) ـ بابت نومبر ۱۹۶۹ء ـ ص ۱۱۱

(۶) [illegible] ـ اعظم گڑھ ـ دار المصنفین ـ ۱۹۶۷ء) ـ ص ۳۰۶ ـ ۳۰۷

(۷) تہذیب اسلامی (لاہور ـ شیخ محمد اشرف تاجر کتب ـ ۱۹۶۳ء) ـ ص ۸

(۸) مقدمہ SALUTE TO THE ORIENT بحوالہ ماہنامہ THE MUSLIM (لندن) بابت اپریل ۱۹۶۹ء ص ۱۵۹ ـ

* * * * * * * *

نقـــــد و تبصـــــره

(تبصرے کیلئے دو نسخے ارسال فرمائیے)

چراغ لالہ ۔ انوار صولت

انوار صولت فکر و نظر یونٹ میں ایک طویل عرصہ تک ھمارے رفیق کار رھے ھیں ۔ اس تعلق کی وجہ سے بھی فکر و نظر پر ان کا حق ہے۔ جب تک وہ ادارہ سے وابستہ رھے فکر و نظر کے بہت سے امور و مسائل کی طرف سے بے فکری رھی ۔ اپنی ادبی صلاحیتوں کی بدولت انھوں نے اپنے فرائض کو ھمیشہ بوجہ احسن انجام دیا ۔ شعر و شاعری سے انھیں شروع ھی سے لگاؤ رھا ہے۔ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے وہ ھمیشہ کچھ نہ کچھ کہتے رھے ۔ اس وقت وہ عمر کے جس حصے میں ھیں ، اندک اندک شود بسیار ، اچھا خاصا کلام جمع ھو گیا ھوگا ۔

چراغ لالہ ان کی شعری تخلیقات کا پہلا مجموعہ ہے جسے بطور تمہید انھوں نے شائع کیا ہے۔ اس میں ان کا عہد جوانی کا کلام شامل ہے۔ عہد جوانی جس کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

دریغـــا کـہ عهـــد جوانی گـذشت
جـــــوانی مگـــوزندگانی گذشت

ان کا اپنا بیان ہے۔

"میں نے عمر بھر بہت کچھ لکھا ، ھر موضوع پر لکھا ، مگر اس

مجموعے میں میرے دور شباب کی صرف چند غزلیں ، نظمیں ، نیز چند آزاد اور نثری نظمیں اور طنزیہ کلام شامل ہے اور باقی کلام مستقبل کے کسی مناسب موقع کے لئے محفوظ ہے۔

توقع رکھنی چاہئے کہ اس پیش کش کے بعد پیش رفت جاری رہے گی اور ان کا بقیہ کلام بھی زیور طبع سے آراستہ ہو کر جلد منظر عام پر آئے گا۔

صولت صاحب کے ہاں شاعری ضلالت و غوایت یا رندی و ہوسناکی سے عبارت نہیں۔ متانت و سنجیدگی جس طرح ان کی شخصیت کے عناصر ترکیبی میں ایک نمایاں عنصر ہے اسی طرح ان کی شاعری میں بھی اس کا پرتو صاف نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان کے دور شباب کے کلام میں بھی اس طرح کے اشعار اکا دکا نہیں کثرت سے ملتے ہیں۔ میں حصہ غزل سے چند اشعار نقل کرتا ہوں۔غزل میں شاعرکے بہکنے اور بھٹکنےکا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

معا تائید حق امداد کو صولت پہنچتی ہے
مصائب میں دعا ہم مانگتے ہیں گر کبھی دل سے

ان درختوں کی طرح صولت گذاری زندگی
خود جلے جو دھوپ میں اوروں پہ سایہ کر دیا

جیسے جیسے میں ہوا صولت حقائق آشنا
شعر میرا ترجمان زندگی بنتا گیا

اک ضرب بت شکن سے سبھی ہوں گے پاش پاش
یہ لات یہ منات ذرا دیکھتے رہو

جس نے دنیا میں کیا دعوی کہ میں ہوں سقراط
لوگ دوڑے ہیں بھرے زہر کا سالہ لے کر

سو صفحات کا یہ مجموعہ کتابت ، طباعت ، کاغذ ، جلد بندی اور گرد بوش ، ہر اعتبار سے جاذب نظر ہے۔ صولت صاحب نے اسے اہمام میں اسے طبع کرایا ہے۔ ان کے اسعار میں ان کا خون جگر سامل بھا ھی ، کتاب کے صوری محاسن میں بھی اس کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ توقیر حسین بوسٹ بکس ۱۰۰۲ ـ اسلام آباد سے طلب کی حا سکتی ہے۔ قیمت درج نہیں ۔ ساید اس بات میں ان کا نقطہ نظر اسد اللہ خان غالب سے ہم آہنگ ہو۔

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے حسم خریدار یہ احساں میرا

(شرف الدین اصلاحی)

****

شریف التواریخ جلد اوّل

مؤلف : سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

ناشر : ادارہ معارف نوشاہیہ ساھن پال شریف گجرات

صفحات : ۱۱۲ + ۱۲٦۲

طباعت اور جلد بندی : عمدہ

قیمت : ۷۵ روپے

تذکرہ نگاری مسلمان اہلِ قلم کا ایک پسندیدہ موضوع رہا ہے اور ہر

دور میں معاشرے کے مختلف طبقات ـ علماء و صوفیہ ، شعراء ، اطباء اور امراء کے تذکرے لکھے گئے اور یہ سلسلہ حسبِ روایت جاری ہے ـ"شریف التواریخ" سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ "نوشاہیہ" کا مفصّل تذکرہ ہے ـ اس شاخ کے بانی عہدِ جہانگیری کے ایک صوفی حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ تھے ـ مؤلف کتاب بانیء سلسلہ کی اولاد میں سے ہیں اور سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کے سجادہ نشین ہیں ـ

شریف التواریخ تین ضخیم جلدوں پر پھیلی ہوئی ہے ـ زیر نظر جلد اوّل موسوم بہ "تاریخ الاقطاب" **۱۳۵۵ھ** میں مکمل ہوئی مگر تالیف کے چوالیس سال بعد پہلی مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی ـ جناب مؤلف نے متقدمین کے انداز پر جلد اوّل کو دو ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب چند فصلوں میں منقسم ہے ـ پہلے باب میں ولایت کی حقیقت ، اولیاء اللہ کی اقسام ، اُن کے خوارق و کرامات ، بیعت طریقت اور خرقۂ خلافت و ارشاد کے مسائل بیان کئے گئے ہیں ـ دوسرے باب میں حضرت نبی اکرم ﷺ سے لے کر حضرت نوشہ گنج بخشؒ تک شجرۂ طریقت کے سب ہی اکابر کے سوانحِ حیات اور دیگر تفصیلات قلمبند کی گئی ہیں ـ

شریف التواریخ کی زیر تبصرہ جلد مؤلف کی اُس دور کی تالیف ہے جب اُن کی عمر بمشکل تیس سال تھی ـ یہی سبب ہے کہ اس تالیف میں وہ پختگی اور سلاست نہیں ہے جو اُن کی دوسری تالیفات مثلاً تذکرۂ نوشہ گنج بخشؒ اور اذکارِ نوشاہیہ میں پائی جاتی ہے ـ کتاب کا عمومی انداز بیان سادہ ہے تاہم بعض مقامات پر عبارت آرائی سے کام لیا گیا ہے ـ

آغازِ کتاب میں جناب محمد اقبال مجددی کے قلم سے "تقریب" اور جناب سیّد عارف نوشاہی کے قلم سے جناب مؤلف کے حالات زندگی شامل ہیں ـ اِن تحریروں سے جناب مؤلف اور اُن کی کاوش "شریف التواریخ" کا اچھا

تعارف ہو جاتا ہے۔ کتاب کے آخر میں تیرہ عنوانات کے تحت مفصّل اشاریے منسلک ہیں جو اُردو کتابوں میں ایک اچھی روایت کا آغاز ہے۔

صوفیہ کے اکثر تذکروں کی طرح سریف التواریخ میں بھی حکایات، خوارق عادت، تعویذات اور محبت و عقیدت میں غلو کی مثالیں ملتی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی تذکرہ میں سامل افراد کے احوال و آثار پر جس محنت اور لگن سے مواد جمع کیا گیا ہے۔ بے اختیار اس کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ کتابیات (باب اوّل، فصل اوّل) پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جناب مؤلف صوفیہ کے تذکروں، معاصر تاریخوں اور دینیات کے ذخیرے پر وسیع نظر رکھتے ہیں۔

"سریف التواریخ" صوفیہ کے تذکروں میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلے کی دوسری اور تیسری جلد بھی مستقبل قریب میں سائع ہو جائے گی۔

(اختـــــر راھی)

ســـــوئـــے منـــزل

"ادارہ تعلیمات اسلامیہ پوسٹ بکس ٨٦٩ راولپنڈی" ایک نوخیز ادارہ ہے جسے چند اسلامی ذہن رکھنے والے نوجوان مل کر امداد باہمی کی بنیاد پر چلا رہے ہیں اور جس کا مقصد انہی کے الفاظ میں "جدید تعلیم یافتہ طبقے تک سلام کے زریں اصولوں کو پہنچانا ہے۔" "سوئے منزل" اسی ادارے کا ترجمان ہے جو ہر ماہ پابندی سے سائع ہوتا ہے۔ لیکن اسے ماہنامہ یا ماہوار رسالہ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ ضابطے کی ان رسمی سرائط کو پورا نہیں کرتا جو